تاریخ فرضیت حج

مولانا ابوالکلام آزادؒ

اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مجموعہ تعلیم ہدایت کو بالکل بھلا دیا تھا، لیکن انہوں نے خانہ کعبہ کے کنگرے پر چڑھ کر تمام دنیا کو جو دعوت عام دی تھی، اس کی صدائے بازگشت اب تک عرب کے درودیوار سے آرہی ہے۔

﴿و اذ بوأنا لابراهیم مکان البیت ان لا تشرك بي شيئا و طهر بيتى للطائفين والقاعدين والركع السجودo واذن فى الناس بالحج ياتوك رجالا وعلى كل ضامر ياتين من كل فج عميق﴾

''اور جب ہم نے حضرت ابراہیم کے لئے ایک معبد قرار دیا اور حکم دیا کہ ہماری قدوسیت وجبروت میں اور کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اور اس گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے ہمیشہ پاک ومقدس رکھنا! ہم نے حکم دیا کہ دنیا میں حج کی پکار بلند کر دو! لوگ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے، ان میں پیادہ پا بھی ہوں گے اور وہ بھی جنہوں نے مختلف قسم کی سواریوں پر دوردراز مقامات سے قطع مسافت کی ہوگی۔''

بدعات ومحدثات جاہلیت:......لیکن سچ کے ساتھ جب جھوٹ مل جاتا ہے تو وہ اور بھی خطرناک ہوجاتا ہے، اہل عرب نے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت قدیمہ کو اب تک زندہ رکھا تھا، لیکن بدعات واختراعات کی آمیزش نے اصل حقیقت کو بالکل گم کردیا تھا۔

(۱)......خدا نے اپنے گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قیام کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ ''کسی کو خدا کا شریک نہ بنانا'' ﴿ان لاتشرك بى شيئا﴾ لیکن اب خدا کا یہ گھر تین سو ساٹھ بتوں کا مرکز بن گیا تھا اور ان کا طواف کیا جاتا تھا۔

(۲)......خدا نے حج کا مقصد یہ قرار دیا تھا کہ دنیوی فوائد کے ساتھ خدا کا ذکر قائم کیا جائے، لیکن اب صرف آباؤ اجداد کے کارنامہ ہائے فخر وغرور کے ترانے گائے جاتے تھے۔

(۳)......حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تھا، اسی لئے تمام عرب بلکہ تمام دنیا کو اس کی دعوت عام دی گئی اور سب کو وضع ولباس میں متحد کردیا گیا، لیکن قریش کے غرور وفضیلت نے اپنے اپنے لئے خاص امتیازات قائم کر لئے تھے، جو اصول مساوات کے بالکل منافی تھے، مثلاً تمام عرب عرفات کے میدان میں قیام کرتا تھا، لیکن قریش مزدلفہ سے باہر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم متولیات حرم، حرم کے باہر نہیں جاسکتے، جس طرح آج کل کے امراء فساق اور والیان ریاست، عام مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں آکر بیٹھنے اور دوش بدوش کھڑے ہونے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

(۴)......قریش کے سوا عرب کے تمام مرد وزن برہنہ طواف کرتے تھے، ستر عورت کے ساتھ صرف وہی لوگ طواف کرسکتے تھے، جن کو قریش کی طرف سے کپڑا ملتا تھا اور قریش نے اس کو بھی اپنی اظہار سیادت کا ایک ذریعہ بنالیا تھا۔

(۵)......عمرہ گویا حج کا ایک مقدمہ یا جزو تھا، لیکن اہل عرب ایام حج میں عمرہ کو سخت گناہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ”جب حاجیوں کی سواریوں کی پشت کے زخم اچھے ہوجائیں اور صفر کا مہینہ گزر جائے، تب عمرہ جائز ہوسکتا ہے۔“

(۶)......حج کے تمام اجزاء وارکان میں یہود یا رہبانیت کا عالمگیر مرض ساری ہوگیا تھا، اپنے گھر سے پا پیادہ حج کرنے کی منت ماننا، جب تک حج ادا نہ ہوجائے، خاموش رہنا، قربانی کے اونٹوں پر کسی حالت میں سوار نہ ہونا، ناک میں نکیل ڈال کر جانوروں کی طرح خانہ کعبہ کا طواف نہ کرنا، زمانہ حج گھر کے اندر دروازے کی راہ نہ گھسنا، بلکہ پچھواڑے کی طرف سے دیوار پھاند کے آنا، در ودیوار پر قربانی کے جانوروں کے خون کا چھاپہ لگانا، عرب کا عام شعار ہوگیا تھا۔

ظہور اسلام وتزکیۂ حج:......اسلام درحقیقت دین ابراہیمی کی حقیقت کی تکمیل تھی، اس لئے وہ ابتداء ہی سے اس حقیقت گمشدہ کی تجدید واحیاء میں مصروف ہوگیا، جس کا قالب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں نے تیار کیا تھا، اسلام کا مجموعۂ عقائد وعبادات صرف توحید، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج سے مرکب ہے، لیکن ان تمام ارکان میں حج ہی ایک ایسا رکن ہے، جس سے اس تمام مجموعۂ کی ہیئت ترکیبی مکمل ہوتی ہے اور یہ تمام ارکان کے اندر جمع ہوگئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو صرف خانۂ کعبہ ہی کے ساتھ متعلق کردیا۔

﴿انما امرت ان اعبد رب هذه البلدة الذى حرمها وله كل شئ وامرت ان اكون من المسلمين﴾

”مجھ کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر مکہ کے خدا کی عبادت کروں جس نے اس کو عزت دی، سب کچھ اسی خدا کا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے، کہ میں اس کا فرماں بردار مسلم ہوں۔“

اور یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر موقع پر حج کے ساتھ اسلام کا ذکر بطور لازم وملزوم کے کیا۔

﴿وكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الانعام فالهكم اله واحد فله اسلموا و بشر المخبتين﴾

”اور ہر ایک امت کے لئے ہم نے قربانی قرار دی تھی تا کہ خدا نے ان کو جو چار پائے بخشے ہیں، ان

کی قربانی کے وقت خدا کا نام لیں، پس تم سب کا خدا ایک ہی ہے، اسی کے تم سب فرمانبردار بن جاؤ
اور خدا کے خاکسار بندوں کو حج کے ذریعے دین حق کی بشارت دو۔'' (حج)

اسلام خدا کا ایک فطری معاہدہ تھا جس کو انسان کی ظالمانہ عہد شکنی نے بالکل چاک چاک کر دیا تھا، اس لئے خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناخلف اولاد کو روز اول ہی اس کے ثمرات سے محروم کر دیا۔

﴿واذ ابتلیٰ ابراھیم ربه بکلمات فأتمهن قال انی جاعلك للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عهدی الظالمین﴾ (بقرہ)

''جب خدا نے چند احکام کے ذریعے ابراہیم کو آزمایا اور وہ خدا کے امتحان میں پورے اترے تو خدا نے کہا کہ اب میں تمہیں دنیا کی امامت اور خلافت عطا کرتا ہوں، اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا: اور میری اولاد کو بھی؟ ارشاد ہوا کہ ہاں مگر اس قول وقرار میں ظالم لوگ داخل نہیں ہو سکتے۔''

امت مسلمہ:......خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن ''کلمات'' کے ذریعے آزمایا اور جن کی بناء پر انہیں دنیا کی امامت عطا ہوئی، وہ اسلام کے اجزاء اولین یعنی توحید الٰہی، قربانی نفس وجذبات، صلوٰۃ الٰہی کا قیام اور معرفت دین فطری کے امتحانات تھے، اگرچہ ان کی اولاد میں سے چند ناخلف لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا اور اس موروثی عہدے سے محروم ہو گئے۔قال لا ینال عهدی الظالمین ،لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات کے اندر ایک دوسری امت بھی چھپی ہوئی تھی جس کے لئے خود انہوں نے خدا سے دعا کی تھی۔

﴿ان ابراهیم کان امة قانتا لله حنیفا﴾

''حضرت ابراہیم تو بظاہر ایک فرد واحد تھے مگر ان کی فعالیت روحانیہ والٰہیہ کے اندر ایک پوری قوم قانت ومسلم پوشیدہ تھی''۔(۱۶ع۴)

اجزاء حج:......اب اس ''امت مسلمہ'' کے ظہور کا وقت آ گیا اور وہ رسول مزکی وموعودہ، غار حراء کے تاریک گوشوں سے نکل کر منظر عام پر نمودار ہوا تا کہ اس نے خود اس اندھیرے میں جو روشنی دیکھی ہے، وہ روشنی تمام دنیا کو بھی دکھلا دے۔

﴿یخرجهم من الظلمات الی النور﴾ ﴿لقد جاء کم من الله نور و کتاب مبین﴾

''وہ پیغمبر ان کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے، بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور ہدایت اور ایک کھلی کھلی ہدایتیں دینے والی کتاب آئی۔''

وہ منظر عام پر آیا تو سب سے پہلے اپنے باپ کے موروثی گھر کو ظالموں کے ہاتھ سے واپس لینا چاہا، لیکن اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی طرح بتدریج چند روحانی مراحل سے گزرنا ضروری تھا، چنانچہ اس نے ان مرحلوں

سے بتدریج گزرنا شروع کیا، اس نے غار حراء سے نکلنے کے ساتھ ہی توحید کا غلغلہ بلند کیا کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو عہد لیا تھا، اس کی پہلی شرط یہی تھی۔ ''ان لاتشرك بی شيئا'' پھر اس نے صف نماز قائم کی کہ یہ گھر صرف خدا ہی کے آگے سر جھکانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ ''وطهر بيتی للطائفين والقائمين والركع السجود'' اس نے روزے کی تعلیم دی کہ وہ شرائط حج کا جامع و مکمل تھا۔

﴿فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج﴾ (بقرہ)

''جس شخص نے ان مہینوں میں حج کا عزم کرلیا تو اس کو ہر قسم کی نفس پرستی، بدکاری اور جھگڑے تکرار سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔''

اور روزہ کی حقیقت یہی ہے کہ وہ انسان کو غیبت، بہتان، فسق و فجور، مخاصمت و تنازعت اور نفس پرستی سے روکتا ہے جیسا کہ احکام صیام میں فرمایا:

﴿ ثم اتموا الصيام الى الليل ولا تباشروهن وانتم عاكفون فی المساجد ﴾ (بقرہ)

''پھر رات تک روزہ پورا کرو اور روزہ کی حالت میں عورتوں کے نزدیک نہ جاؤ اور اگر مساجد میں اعتکاف کرو تو شب کو بھی ان سے الگ رہو۔''

اس نے زکوۃ بھی فرض کردی کہ وہ بھی حج کا ایک اہم مقصد تھا:

﴿ فكلوا منها واطعموا البائس الفقير ﴾

''قربانی کا گوشت خود کھاؤ اور فقیروں اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔''

فتح مکہ:......اس طرح جب اس ''امت مسلمہ'' کا روحانی خاکہ تیار ہوگیا تو اس نے اپنی طرح ان کو بھی منظر عام پر نمایاں کرنا چاہا، اس غرض سے اس نے عمرہ کی تیاری کی اور ۱۴-۱۵سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوا کہ یہ پہلے اپنے آبائی گھر کو حسرت آلود نگاہوں سے دیکھ کر چلے جائیں، لیکن یہ کاروان ہدایت راستے ہی میں مقام حدیبیہ روک دیا گیا، دوسرے سال حسب شرائط صلح زیارت کعبہ کی اجازت ملی اور آپ مکہ میں قیام کرکے چلے آئے، اب اس مصالحت نے راستے کے تمام نشیب و فراز ہموار کردیئے تھے، صرف خانہ کعبہ میں پتھروں کا ایک ڈھیر رہ گیا تھا، اسے بھی فتح مکہ نے ہموار کردیا۔

دخل النبي صلى الله عليه وسلم مكة يوم الفتح و حول البيت ستون و ثمان مائة نصب فجعل يطعنها بعود في يده و يقول : ﴿جاء الحق و زهق الباطل ﴾. (صحیحین)

''آنحضرت فتح مکہ کے دن جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے گرد تین سو ساٹھ بت نظر آئے، آپ ان کو ایک ایک کرکے لکڑی کے ذریعے ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے: ''جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا'' یعنی حق اپنے مرکز پر آگیا اور باطل نے اس کے

سامنے ٹھوکر کھائی، باطل پامال ہونے ہی کے قابل تھا۔"

فرضیت حج:......اب میدان بالکل صاف تھا، راستے میں ایک کنکری بھی سنگ راہ نہیں ہو سکتی تھی، باپ نے گھر کو جس حال میں چھوڑا تھا، بیٹے نے اسی حالت میں اس پر قبضہ کر لیا، تمام عرب نے فتح مکہ کو اسلام و کفر کا معیار صداقت قرار دیا، جب مکہ فتح ہوا تو لوگ جوق جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے، اب وقت آ گیا تھا کہ دنیا کو اس جدید النشأۃ "امت مسلمہ" کے قالب روحانی کا منظر عام طور پر دکھا دیا جاتا، اس لئے دوبارہ اسی دعوت نامہ کا اعادہ کیا گیا جس کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام عالم میں ایک غلغلہ عام ڈال دیا تھا مگر اس قوت کا فعل میں آنا ظہور نبی امی پر موقوف تھا۔

﴿ولله على الناس البيت من استطاع اليه سبيلا﴾

"جو لوگ مالی اور جسمانی حالت کے لحاظ سے حج کی استطاعت رکھتے ہیں، ان پر اب حج فرض کر دیا گیا۔"

تکمیل حج:......اس صدا پر تمام عرب نے لبیک کہا اور آپ کے گرد ۱۳-۱۴ ہزار آدمی جمع ہو گئے، عرب نے ارکان حج میں بدعات و اختراعات کا جو رنگ لگا دیا تھا، وہ ایک ایک کر کے چھڑا دیا گیا، آباؤ اجداد کے کارناموں کی بجائے خدا کی توحید کا غلغلہ بلند کیا گیا۔

﴿فاذكروا الله كذكركم آباء كم او اشد ذكرا﴾

"زمانہ حج میں خدا کو اسی جوش و خروش سے یاد کرو جس طرح اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کا اعادہ کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ۔" (بقرہ)

قریش کے تمام امتیازات مٹا دیئے گئے اور تمام عرب کے ساتھ ان کو بھی عرفہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا گیا۔

﴿ثم افيضوا من حيث افاض الناس واستغفروا الله ان الله غفور الرحيم﴾

"اور جس جگہ سے تمام لوگ روانہ ہوں تم بھی وہیں سے روانہ ہوا کرو اور فخر و غرور کی جگہ خدا سے مغفرت مانگو کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (بقرہ)

سب سے بدترین رسم برہنہ طواف کرنے کی تھی اور مردوں سے زیادہ حیا سوز نظارہ برہنہ عورتوں کے طواف کا ہوتا تھا، لیکن ایک سال پہلے ہی سے اس کی عام ممانعت کرا دی گئی۔

أن أبا هريرة أخبره أن أبا بكر الصديق رضي الله عنه بعثه في الحجة التي أمره رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل حجة الوداع يوم النحر في رهط ...... في الناس ، ألا ، كا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريانا.(بخاری :۱۵۳/۲)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک حج کا امیر بنایا اور انہوں نے مجھ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا تا کہ یہ اعلان کردیا جائے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک یا کوئی برہنہ شخص حج یا طواف نہ کرسکے گا۔''

زمانہ حج میں عمرہ کرنے والوں کو فاسق وفاجر کہا جاتا تھا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عمرہ ہی کا احرام باندھا اور صحابہ کو بھی عمرہ کرنے کا حکم دیا، پاپیادہ اور خاموش حج کرنے کی ممانعت کی گئی، قربانی کے جانوروں پر سوار ہونے کا حکم دیا گیا، ناک میں رسی ڈال کر طواف کرنے سے روکا گیا، گھر میں دروازے سے داخل ہونے کا حکم ہوا۔

﴿ لیس البر بأن تأتوا البیوت من ظهورها و لکن البر من اتقیٰ وأتو البیوت من ابوابها واتقوا الله لعلکم تفلحون﴾

''یہ کوئی نیکی کا کام نہیں ہے کہ گھروں میں پچھواڑے سے آؤ، نیکی تو صرف اس کی ہے جس نے پرہیز گاری اختیار کی، پس گھروں میں دروازے ہی کی راہ سے آؤ، اور خدا سے ڈرو۔ یقین ہے کہ تم کامیاب ہوگے۔'' (بقرہ)

قربانی کی حقیقت واضح کی گئی اور بتایا گیا کہ وہ صرف ایثار نفس وفدویت جان وروح کے اظہار کا ایک طریقہ ہے، اس کا گوشت یا خون خدا تک نہیں پہنچتا کہ اس کے چھاپہ سے دیواروں کو رنگین کیا جائے، خدا تو صرف خالص نیتوں اور پاک وصاف دلوں کو دیکھتا ہے۔

﴿لن ینال الله لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقویٰ منکم﴾ (الحج)

''خدا تک قربانی کے جانوروں کا گوشت وخون نہیں پہنچتا، بلکہ اس تک صرف تمہاری پرہیز گاری پہنچتی ہے۔''

یہ چھلکے اتر گئے تو خالص مغز ہی مغز باقی رہ گیا، اب وادی مکہ میں خلوص کے دو قدیم وجدید منظر نمایاں ہوگئے، ایک طرف آب زمزم کی شفاف سطح لہریں لے رہی تھی، دوسری طرف ایک جدید النشأۃ قوم کا دریائے وحدت موجیں مار رہا تھا۔

اعلان عام و حجۃ الوداع: ......لیکن دنیا اب تک اس اجتماع عظیم کی حقیقت سے بے خبر تھی، اسلام کی ۲۳ سالہ زندگی کا مدوجزر تمام عرب دیکھ چکا تھا، مگر کوئی نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تاریخی زندگی کن نتائج پر مشتمل تھی اور مسلمانوں کی جدوجہد، فدویت، ایثار نفس وروح کا مقصد اعظم کیا تھا؟ اب اس کی توضیح کا وقت آگیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کا سنگ بنیاد اس دعا کو پڑھ کر رکھا تھا:

﴿ واذ قال ابراهیم رب اجعل هذا بلدًا امنا وارزق اهله من الثمرات من آمن منهم بالله والیوم الآخر﴾

''جب ابراہیم نے کہا کہ خداوند اس شہر کو امن کا شہر بنا اور اس کے باشندے اگر خدا اور روز قیامت پر ایمان لائیں، تو ان کو ہر قسم کے ثمرات ونعائم عطا فرما۔'' (بقرہ)

جس وقت انہوں نے یہ دعا کی تھی، تمام دنیا فتنہ وفساد کا گہوارہ بن رہی تھی، دنیا کا امن وامان اٹھ گیا تھا، اطمینان و

سکون کی نیند آنکھوں سے اڑ گئی تھی، دنیا کی عزت وآبرو معرض خطر میں تھی، جان ومال کا تحفظ ناممکن ہوگیا تھا، کمزور اور ضعیف لوگوں کے حقوق پامال کردیئے گئے تھے، عدالت کا گھر ویران، حریت انسانی مفقود اور نیکی کی مظلومیت انتہائی حد تک پہنچ چکی تھی، کرۂ ارضی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا، جو ظلم وکفر کی تاریکی سے ظلمت کدہ نہ ہو، اس لئے انہوں نے آباد دنیا کے ناپاک حصوں سے کنارہ کش ہوکر ایک ''وادی غیر ذی ذرع'' میں سکونت اختیار کی، وہاں ایک دارالامن بنایا اور تمام دنیا کو صلح وسلام کی دعوت عام دی، اب ان کی صالح اولاد سے یہ دارالامن بھی چھین لیا گیا تھا، اس لئے اس کے واپسی کے لئے پورے دس سال تک اس کے فرزند نے بھی باپ کی طرح میدان میں ڈیرہ ڈالا، فتح مکہ نے جب اس کا مامن وملجا واپس دلا دیا، تو وہ اس میں داخل ہوا کہ باپ کی طرح تمام کو ''گمشدہ حق کی واپسی'' کی بشارت دے، چنانچہ اونٹ پر سوار ہوکر نکلا اور تمام دنیا کو مژدہ امن وعدالت سنایا۔

خطبۂ حجۃ الوداع:......إن دماء كم وأموالكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا في بلدكم هذا ، ألا ! إن كل شيء من أمر الجاهلية تحت قدمي موضوع ،و دماء الجاهلية موضوعة وأول دم أضعه دماؤنا ابن ربيعة ،وربا الجاهلية موضوع وأول ربا أضع ربانا ربا عباس بن عبد المطلب... اللهم اشهد،اللهم اشهد،اللهم اشهد.(سنن أبي داود، كتاب الحج: ١/ ٢٦)

''جس طرح تم آج کے دن کی، اس مہینہ کی، اس شہر مقدس میں حرمت کرتے ہو، اسی طرح تمہارا خون اور تمہارا مال بھی تم پر حرام ہے، اچھی طرح سن لو کہ جاہلیت کی تمام بری رسموں کو آج میں اپنے دونوں قدموں سے کچل ڈالتا ہوں، بالخصوص زمانہ جاہلیت کے انتقام اور خون بہا لینے کی رسم تو بالکل مٹادی جاتی ہے، میں سب سے پہلے اپنے بھائی ابن ربیعہ کے خون کے انتقام سے دست بردار ہوتا ہوں، جاہلیت کی سودخوری کا طریقہ بھی مٹادیا جاتا ہے اور سب سے پہلے خود میں اپنے چچا عباس ابن عبدالمطلب کے سود کو چھوڑتا ہوں، خدایا تو گواہ رہیو! خدایا تو گواہ رہیو! خدایا تو گواہ رہیو کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچادیا۔'' (ابوداؤد جلد ا ص ۲۶ کتاب الحج)

تکمیل دین الٰہی:......اب حق ہر پھر کے پھر اپنے اصلی مرکز پر آگیا اور باپ نے دنیا کی ہدایت وارشاد کے لئے جس نقطہ سے پہلا قدم اٹھایا تھا، بیٹے کے روحانی سفر کی وہ آخری منزل ہوئی اور اسی نقطہ پر پہنچ کر اسلام کی تکمیل ہوگئی، اس لئے کہ اس نے تمام دنیا کو مژدہ امن سنایا تھا۔ آسمانی فرشتے نے بھی اس کو کامیابی مقصد کی سب سے آخری بشارت دے دی۔ ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا '' آج کے دن میں نے تمہارے دین کو بالکل مکمل کردیا اور تم پر اپنے تمام احسانات پورے کردیئے، اور میں نے تمہارے اسلام کو ایک برگزیدہ دین منتخب کیا۔

☆......☆......☆